مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا ماہوار رسالہ
اپریل ۲۰۲۴

ماہِ رمضان: روحانی ترقی کا ذریعہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿البقرة: ۱۸۴﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

مجلة النداء
رمضان كريم

ممبران رسالہ النداء

فہرست مضامین

اگر آپ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ماہانہ رسالہ النداء میں کوئی مضمون یا اپنی کوئی نظم بھجوانا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل ای میل پر ہم سے رابطہ کریں۔

ISHAAT@KHUDDAM.CA

قال اللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

البقرۃ: 184-185

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزے ڈھال ہیں۔ سو کوئی شخص فحش بات نہ کرے اور نہ جہالت کی بات، اور اگر کوئی آدمی اُس سے لڑے یا گالی دے تو چاہیے کہ اُس سے دو بار کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ وہ اپنا کھانا اور اپنا پینا اور اپنی شہوت میری خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ روزے میرے لئے ہیں اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوں اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فصل الصوم
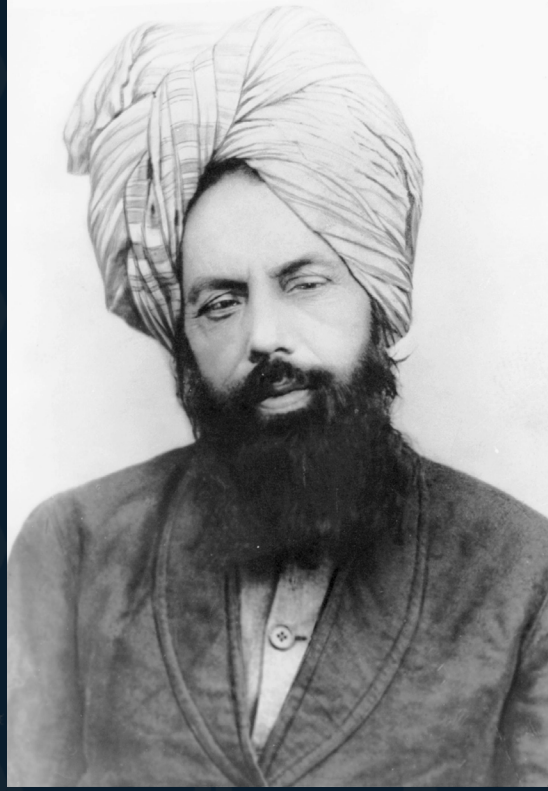
کلام الامام امام الکلام

”تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالَم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نِرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

ملفوظات جلد 5 صفحہ 102، ایڈیشن 1988ء

فرمان خلیفہ وقت

ہمیں چاہیے کہ رمضان میں روزے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔

ہمیں چاہیے کہ رمضان میں روزے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تقویٰ جو اصل مقصود ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جائز باتوں سے بھی رکیں تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہم پر ہو گی اور اللہ تعالیٰ ہمارے شیطان کو بھی جکڑ دے گا اور نیکیاں کرنے کا وسیع میدان بلا روک ٹوک ہم پار کرتے چلے جائیں گے۔ عبادتوں اور ذکر الٰہی کا حصار ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شیطانی حملوں اور روکوں سے بچاتا چلا جائے گا۔ شیطان کو کوئی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیے اس نے بڑے چیلنج سے یہ بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اکثریت میرے بہکاوے میں آکر میرے پیچھے چلے گی۔ پس ہم نے رمضان میں اس کے اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہے اور پھر یہ کوشش کرنی ہے کہ ہم عبادتوں اور قرآنی احکام پر عمل کرنے کے ہتھیار سے شیطان کا ہمیشہ مقابلہ کرتے چلے جائیں۔

خطبہ جمعہ 15/مارچ 2024ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قرآن کریم
کی عزت واحترام
تحریر از مکرم عطاء الکریم گوہر (طالبِ علم جامعہ احمدیہ کینیڈا)

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔

(البقرة:۱۸۶)

ہم ماہ رمضان کے بابرکت مہینے سے گزر رہے ہیں اور دنیا کے تمام تر مسلمان اس مہینے میں پہلے سے زیادہ قران کریم کی تلاوت کرنے، اس کے ترجمے پڑھنے اور اس کو سمجھنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ مگر ہمارا رمضان میں قران کی طرف التفات کرنا صرف اسی وقت مفید ہو سکتا ہے جب ہم اس کے مقام کو سمجھیں تا سالہا سال ہم اسے پڑھتے رہیں۔

اس صحیفے کی دعوت تو پوری دنیا کے لئے پوری انسانیت کے لئے یکساں ہے اور یہ ذریعہ نجات وہدایت ہے۔ مگر ایک کڑی شرط کے ساتھ۔ وہ شرط یہ ہے کہ کوئی سچے دل سے اس کتاب کے حرف حرف کو پڑھے اور اس پر غور و فکر کرے اور پھر اس پر کماحقہ عمل کرے۔

لہٰذا قرآن کریم کی عزت و احترام کے متعلق چند ارشادات اور اقتباسات از روئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ السلام اور آپ کے خلفاء درج ذیل ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔“

(ملفوظات جلد 1، صفحہ 409، ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اور پھر اس پر [یعنی قرآن پر] عمل کرنا ہے تب ہی ان لوگوں میں شمار ہو سکیں گے جن کے لئے یہ کتاب ہدایت کا باعث ہے۔ ورنہ تو احمدی کا دعویٰ بھی غیروں کے دعوے کی طرح ہی ہوگا کہ ہم قرآن کو عزت دیتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں؟ اور دیکھے کہ حقیقت میں وہ قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے۔ قرآن کی عزت یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض لوگ شیلفوں میں اپنے گھروں میں خوبصورت کپڑوں میں لپیٹ کر قرآن کریم رکھ لیتے ہیں اور صبح اٹھ کر ماتھے سے لگا کر پیار کر لیا اور کافی ہو گیا اور جو برکتیں حاصل ہونی تھیں ہو گئیں۔ یہ تو خدا کی کتاب سے مذاق کرنے والی بات ہے۔ دنیا کے کاموں کے لئے تو وقت ہوتا ہے لیکن سمجھنا تو ایک طرف رہا، اتنا وقت بھی نہیں ہوتا کہ ایک دو رکوع تلاوت ہی کر سکیں۔

(خطبہ جمعہ 24/ستمبر 2004ء)

اس زمانہ میں بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں جو کہ اس طرح کے لغو ہیں کہ نشے کی سی حالت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ جو انسان کو مذہب سے دور لے جانے والے ہیں اور مسلمان بھی اس کی لپیٹ میں ہیں۔ قرآنی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنی

مرضی کی تعلیمات پر ہر جگہ عمل ہو رہا ہے۔ اس بے عملی کے زمانہ کی پیشگوئی قرآن کریم میں درج ہے:

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

(الفرقان:31)

اور رسول کہے گا اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم..."

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ ۱۳)

پھر تفسیر کبیر میں اسی آیت کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "یہ ایک نہایت مختصر سا فقرہ ہے مگر اس میں ایسا درد بھرا ہوا ہے کہ یہ میرے سامنے کبھی نہیں آیا کہ میرا دل اس کو پڑھ کر کانپ نہ گیا ہو... میں اس مومن سے پوچھتا ہوں جو کہتا ہے کہ خدا ہے جو جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی کیا عظمت ہے۔ جو سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا بندے کو مخاطب کرنا خواہ وہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ ایک عظیم الشان انعام ہے کہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو سنتا اور پھر اس کا جواب نہیں دیتا۔ اور اس پر عمل کرنے کے لیے اس کے دل میں کوئی ولولہ پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ بسم اللہ کی ب سے لے کر والنّاس کے س تک قرآن کریم کا ایک ایک کلمہ۔ اس کا ایک ایک لفظ اور اس کا ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے سلام کا پیغام لے کر آیا ہے اور اپنے اندر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اگر اب بھی مسلمان خدا تعالیٰ کے پیغام کے جواب کے لئے تیار ہو جائیں اور اس کی اطاعت کے لئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دیں تو یقیناً اُن کی دنیا بدل سکتی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 92-91)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسی آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

"یہی زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ اسی زمانے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ قرآن کو متروک چھوڑ دیا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی اس متروک شدہ تعلیم کو دنیا میں دوبارہ رائج کرنا ہے اور آپؑ نے یہ رائج کرنا تھا بھی اور آپؑ نے یہ رائج کر کے دکھایا بھی ہے۔ آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو، اپنے پر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی پھیلائے اور حضرت مسیح

یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(الحجر:110)

موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھائے۔ اور کبھی بھی یہ آیت جو مَیں نے اوپر پڑھی ہے کسی احمدی کو اپنی لپیٹ میں نہ لے۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ ہم ہمیشہ قرآن کے ہر حکم اور ہر لفظ کو عزت دینے والے ہوں۔ اور عزت اس وقت ہو گی جب ہم اس پر عمل کر رہے ہوں گے۔ اور جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو قرآن کریم ہمیں ہر پریشانی سے نجات دلانے والا اور ہمارے لئے رحمت کی چھتری ہو گا۔"

(خطبہ جمعہ 21/اکتوبر 2005ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بار فرمایا: "قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍ یَلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 200-199۔ ایڈیشن 1984ء)

آج دیکھ لیں مسلمانوں میں جو لڑائی جھگڑے اور دنیا کے سامنے ذلت کی حالت ہے وہ اسی لئے ہے کہ نہ قرآن پڑھتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ جو پڑھتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے، سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تو ظاہر ہے پھر قرآن کو چھوڑنے کا یہی نتیجہ نکلنا تھا جو نکل رہا ہے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
سب کتابیں چھوڑ دو اور دن رات کتاب الٰہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن شریف کی طرف التفات نہیں کرتا اور دوسری کتابوں پر ہی دن رات جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن شریف کے شغل اور تدبر میں دل و جان سے مصروف ہو جائیں۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔

(الحکم، 17 اکتوبر، 1900)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ حقائق الفرقان میں بیان کرتے ہیں: "قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی و عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے... اگر تم قرآن شریف پر توجہ رکھو تو تم گمراہ کرنے والوں کی کوششوں سے محفوظ رہ سکتے ہو... بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ: قرآن شریف"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 57)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 11، ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 345)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن کریم کے مقام کو پہچاننے والے ہوں۔

آمین۔

حضرت المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ دعاؤں پر زور دیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افطاری کا وقت قبولیت دعا کا ہوتا ہے اسی طرح سحری سے پہلے کا وقت بھی دعائیں قبول ہونے کا ہوتا ہے۔ ان وقتوں میں اگر دعا کی جائے تو خصوصیت سے قبول ہوتی ہے۔ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کے وقت خاص طور پر ملائیکہ نازل ہوتے اور الٰہی برکات وفیوض کا نزول ہوتا ہے

(الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

رمضان میں کثرت سے تہجد کی ادائیگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو رکعت پڑھ لے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 182)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”رمضان کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر دو باتیں ظاہر کی ہیں ایک تو یہ کہ اگر ہم تہجد کے لئے اُٹھنا چاہیں تو اُٹھ سکتے ہیں، دوسری بات جو سوچنے والی ہے یہ کہ آخر بچے بھی تو رمضان میں سحری کے وقت اُٹھتے ہیں۔ ہم نے تو دیکھا ہے بچوں کو سختی سے روکنا پڑتا ہے ورنہ وہ روتے ہیں اور کہتے ہیں ہم بھی روزہ رکھیں گے اور خواہ انہیں نہ جگایا جائے رمضان میں سحری کے وقت ان کی آنکھ ضرور کھل جاتی ہے۔ پس ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آخر وجہ کیا ہے کہ دوسرے ایّام میں تو بڑوں کی بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور رمضان میں بچوں کی بھی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ رمضان میں کثرت سے لوگ تہجد کے لئے اُٹھتے ہیں اور جب کثرت سے لوگ اُٹھے ہوئے ہوں تو بچوں اور کمزور لوگوں کی بھی شور سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ بھی دوسروں کو کثرت سے تہجد پڑھتے دیکھ کر خود تہجد پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے ہمیں معلوم ہوًا کہ جب کسی قوم میں کثرت سے نیکی کا کوئی کام ہو رہا ہو تو کمزور لوگوں کو بھی اس نیکی کے کرنے کی تحریک ہو جاتی ہے۔ تہجد کو ہی لے لو رمضان میں چونکہ کثرت سے لوگ تہجد پڑھتے ہیں اس لئے دوسروں کی بھی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ان پر اٹھنا گراں نہیں گزرتا کیونکہ جب انسان دوسروں کو ویسا ہی کام کرتے دیکھتا ہے تو اس کی طبیعت سے بوجھ اُتر جاتا ہے اور وہ بھی شوق سے اس میں حصّہ لینے لگ جاتا ہے۔“

(مطبوعہ خطبات محمود جلد 20 صفحہ 529-519 خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ نومبر 1939ء)

رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جنّ زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، منادی پکارتا ہے: اے بھلائی کے چاہنے والے! بھلائی کے کام پہ آگے بڑھ، اور اے برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جا، کچھ لوگوں کو اللہ جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام بَابُ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ)

چاند سورج گرہن کے متعلق صحابہؓ کی بعض روایات

۸ اپریل ۲۰۲۴ کو ظاہر ہونے والا سورج گرہن شمالی امریکا کے سب سے زیادہ آبادی والے شہروں پر ظاہر ہوا ہے، اور ایک اندازے کے مطابق ۳۱ ملین لوگ اس کو دیکھ سکتے تھے۔ ایک عظیم مجمعہ کینیڈا کے شہر نائے ایگرا (Niagara) میں بھی محض سورج گرہن کو دیکھنے کے لئے جمع ہوا۔ اور بعض رپورٹس کے مطابق ایشیاء کے ممالک سے بھی افراد اس نظارے کو دیکھنے کے لئے سفر طے کرکے آئے۔ NASA کے مطابق اگلا سورج گرہن ۲۰۴۴ میں ظاہر ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں:

احادیث میں اللہ تعالیٰ کے خاص نشانوں میں سے ایک نشان سورج اور چاند گرہن کو قرار دیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی زبردست نشانی سورج اور چاند گرہن تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق اور مغرب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں پورا ہوا۔ پس اس لحاظ سے گرہن کی نشانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت سے ایک خاص تعلق ہے۔

اب میں بعض صحابہ کے واقعات بیان کرتا ہوں۔ حضرت غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کے گاؤں میں پہلے پہل ایک صاحب مولوی بدرالدین صاحب نامی تھے۔ ان دنوں میں فدوی کی عمر قریباً پندرہ برس کی ہوگی۔ بندہ مولوی بدرالدین صاحب کے گھر کے سامنے ان کے ہمراہ کھڑا تھا کہ دن میں سورج کو گرہن لگا اور مولوی صاحب نے فرمایا: سبحان اللہ! مہدی صاحب کے علامات ظہور میں آگئے اور ان کی آمد کا وقت آ پہنچا۔ بعد کچھ عرصہ گزرنے کے مولوی صاحب احمدی ہو گئے۔ مولوی صاحب بہت ہی مخلص اور نیک فطرت اور پُر اخلاص تھے۔ انہوں نے اپنے والدین اور بیوی کو ایک سال کی کوشش کرکے احمدی کیا۔

مولانا ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "دو شخص جو باپ بیٹے تھے مولوی عبدالجبار کے پاس آ کر کہنے لگے کہ وہ حدیث جس میں کسوف و خسوف کا ذکر امام مہدی کے ظہور کے لئے آیا ہے صحیح ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر مرزا صاحب کے پھندے میں نہ پھنس جانا کیونکہ وہ اس کو اپنے دعوے کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں اور یہ حدیث امام مہدی کی پیدائش کے متعلق ہے نہ کہ دعوے کی دلیل کے لئے ہے۔ باپ نے کہا مولوی صاحب! جو بات میں نے آپ سے پوچھی اس کا جواب آپ نے دے دیا ہے۔ باقی رہا یہ کہ وہ کس پر چسپاں ہوتی ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ میری ساری عمر مقدمہ جات میں گزری ہے مگر مجھے سرکار نے کبھی گواہ لانے کے لئے نہیں کہا تھا جب تک کہ میں پہلے دعویٰ نہ کرتا۔ یہی حال مرزا صاحب کا ہے کہ ان کا دعویٰ تو پہلے سے ہی ہے اور اب یہ کسوف و خسوف ان کے دعوے کی دلیل کے طور پر ہیں۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہوگئے اور دونوں باپ بیٹا اپنے گاؤں چلے گئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ ؍مارچ ۲۰۱۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اے احمدی! اس رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنادو، اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔ دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کن ہو گی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں، صحنوں اور میدانوں میں نہیں بلکہ مسجدوں میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ راتوں کو اُٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ وبکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کا شور بلند کر دو۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینے کے زخم پیش کرو، اپنے چاک گریبان اپنے رب کو دکھاؤ اور کہو کہ اے خدا!

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج

شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اس زور کا شور مچاؤ اور اس قوت کے ساتھ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے۔

أَلَآ إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ

أَلَآ إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ

أَلَآ إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ

سنو سنو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ اے سننے والو! سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ اے مجھے پکارنے والو سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 349)

زرّیں ہدایات

احمدیہ سپورٹس کلب سے خطاب

مارچ 1934ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے احمدیہ سپورٹس کلب سے جو خطاب فرمایا وہ حسب ذیل ہے۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"اس وقت جو ایڈریس پڑھا گیا ہے اس میں ایک تو یہ خواہش ظاہر کی گئی ہے کہ میں کلب کی سرپرستی منظور کروں۔ سرپرستی کا لفظ ہمیشہ ہی میرے لئے شبہ کا باعث بنا رہا ہے اور کبھی اس کی حقیقت میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ عام طور پر سرپرست بڑے کو کہتے ہیں لیکن معنوی لحاظ سے سرپرست چھوٹا ہوتا ہے۔ پھر مسلم اور خدا کے سوا کسی اور چیز کی پرستش جمع بھی نہیں ہوا کرتی۔ بہرحال جن معنوں کے لحاظ سے یہ ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے میرے نزدیک اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو خاص چندہ مقرر ہو اس کے دینے والوں کا نام سرپرست رکھ دیا جاتا ہے۔ اس چندہ کے دینے سے مجھے انکار نہیں اور میں وہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ پھر اگر سرپرستی کے معنے وہ ہیں جو عام طور پر لئے جاتے ہیں یعنی توجہ کرنا، خیال رکھنا اور نگرانی کرنا تو یہ بحیثیت درجہ کے جماعت کے ہر کام کی ہر وقت خلیفہ کے سپرد ہوا ہی کرتی ہے۔

دوسری خواہش یہ کی گئی ہے کہ احمدیہ ٹورنامنٹ کا احیاء کیا جائے۔ مجھے یاد نہیں کہ احمدیہ ٹورنامنٹ کے ختم کر دینے یا بند کرنے کے متعلق میری طرف سے کوئی ہدایت کی گئی ہو۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں میں نے ہمیشہ اس قسم کے ٹورنامنٹ کی تائید کی اور اسے پسند کیا ہے۔ ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ ممبران کلب ناظر تعلیم و تربیت کو توجہ دلائیں جن کا کام اس بارے میں میری ہدایت پر عمل کرنا ہے۔ اگر ٹورنامنٹ کے متعلق احکام موجود ہیں اور پھر اس کے التوا کی کوئی وجوہات ہیں تو وہ ناظر صاحب تعلیم و تربیت ہی بتا سکتے ہیں۔ ممبران کلب ان سے تبادلۂ خیالات کریں۔ اگر ان کا جواب تسلی بخش نہ ہوا تو پھر میں خود اس بارے میں غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

میں نے ہمیشہ ورزشی کھیلوں پر زور دیا ہے بشرطیکہ ان کا صحیح استعمال ہو۔ اس قسم کی کھیلیں یہ روح پیدا کرتی ہیں کہ باوجود مقابلہ کے آپس میں دوستانہ طور پر رہ سکتے ہیں۔ سپورٹس مین سپرٹ[sportsman spirit] یہی ہوتی ہے کہ انسان دوسروں کے اختلاف کو بخوشی برداشت کر سکے۔ وہ لوگ جو ذرا ذرا سے اختلاف کی وجہ سے انتہا کو پہنچ جاتے ہیں اس روح کو نہیں سمجھتے جو کھلاڑیوں میں پائی جاتی ہے۔ جب کھلاڑی مقابلہ کے کھیل میں کھیلتے ہیں تو دونوں طرف سے اس شدت کا مقابلہ ہوتا ہے کہ گویا اس کھیل کے سوا ان کے مدنظر کوئی اور کام ہی نہیں ہے۔ لیکن جب ایک پارٹی جیت جاتی ہے اور کھیل ختم ہو جاتا ہے تو دونوں پارٹیوں کے کھلاڑی ایک دوسرے کی بغلوں میں ہاتھ ڈالے اس طرح چلتے ہیں کہ ان میں کوئی مقابلہ ہوا ہی نہیں۔ یہی روح ہے جو دنیا میں امن قائم کر سکتی ہے۔ دنیا کی حکومتوں میں، اقتصادیات میں، علوم میں، معاشرت میں، اخلاق میں، عادات میں اختلاف ہے۔ مگر اسے اس حد تک محدود رہنا چاہئے جس صیغہ سے تعلق رکھتا ہو۔ دوسرے کاموں تک اسے وسیع نہیں کرنا چاہئے۔ تمام تفرقے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ اختلاف کو وسیع کر کے دوسرے کاموں تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ ایک پولیس کا افسر اپنی تحقیقات میں، ایک جج اپنے فیصلہ میں دوسرے اختلافات کے اثرات کو لے جاتا ہے۔ اگر اختلاف کو اسی حد تک محدود رکھا جائے جس حد سے اس کا تعلق ہوتا ہے تو کوئی پولیس کا افسر ناانصافی نہ کرے اور کوئی جج بد دیانتی کا مرتکب نہ ہو۔ چونکہ اختلاف کو اپنی حد کے

اندر محدود رکھنے کی روح کھیلوں سے پیدا ہوتی ہے اس لئے میں انہیں پسند کرتا ہوں اور ان کے مقابلہ میں ڈیبیٹنگ (Debating) کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس روح کو مد نظر رکھتے ہوئے اور اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ کوئی دماغ تندرست نہیں رہ سکتا جب تک صحت درست نہ ہو میں ورزشی کھیلوں کو ضروری سمجھتا ہوں۔ صحت کی درستی سے میری مراد وہ مخفی طاقت ہے جو انسان کو اس کے متعلقہ کاموں میں سے گزار دیتی ہے اور وہ ان کاموں کو عمدگی سے کر سکتا ہے۔

بظاہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ہم دیکھتے کہ آپ بیمار رہتے اور آپ کی بیماری کے متعلق پیشگوئی تھی۔ مگر باوجود اس کے آپ کے کاموں، آپ کی رفتار اور آپ کی گفتار سے کوئی یہ نہ سمجھتا تھا کہ آپ کی اتنے سال کی عمر ہے جتنے سال کے آپ تھے۔ آپ سیر کو جاتے اور میں نے آپ کو منگلیاں پھیرتے دیکھا ہے۔ میں نے وہ رکھی ہوئی تھیں مگر کسی نے مانگیں اور میں نے دے دیں۔ دراصل ورزش بیماریوں سے بچا نہیں سکتی البتہ کام کرنے کی طاقت پیدا کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ میں نے رؤیا دیکھا کہ کسی شخص نے اعتراض کیا۔ وہ شخص اس وقت یہاں موجود ہے جس کے متعلق اعتراض کیا گیا مگر وہ موجود نہیں جس نے اعتراض کیا۔ اعتراض یہ تھا کہ فلاں شخص ورزش کرتا رہتا ہے حالانکہ واقعہ میں اس نے کبھی ورزش نہیں کی۔ بہر حال اس پر رؤیا میں اعتراض کیا گیا۔ میں نے جواب دیا یہ تو کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ ورزش بعض اوقات دینی حکم ہو جاتی ہے۔ پھر میں نے مثال دی کہ ایک شخص جو ورزش نہیں کرتا اور پھر خدمت دین نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ کے حضور وہ ورزش نہ کرنے کی وجہ سے جوابدہ ہو گا۔

غرض میں بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ ورزش کی جائے حتی کہ میرے نزدیک تو آواز کی بھی ورزش ہونی چاہئے۔ یہاں ایک پٹھان عبد الغفار خاں صاحب رہتے تھے جو عبد اللہ خاں پٹھان کے باپ تھے اور سید عبد الستار صاحب کہ جنہیں رؤیا اور کشوف ہوتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہیں دعا کرنے کے لئے کہا کرتے تھے، میں نے بھی ان سے کئی بار دعا کرائی ان کے بھائی تھے۔ ان کو اذان دینے کا شوق تھا مگر آواز پست تھی۔ انہوں نے بلند آواز کے لئے مشق کرنی شروع کی تو اس قدر بلند ہو گئی کہ میل میل تک سنائی دیتی تھی۔ تو آواز کی بھی ورزش ہونی چاہئے۔ یہ مشق نہ صرف مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کام آتی ہے بلکہ صحت کے لئے بھی ضروری ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت قرآن کریم، نظم اور ایڈریس جنہوں نے پڑھا سوائے تلاوت کرنے والے کے باقیوں کی آواز بہت پست اور گری ہوئی تھی۔

اچھی اور عمدہ آواز میں بھی ایک خاص اثر ہو رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول سناتے تھے کہ ایک شخص خوش الحانی سے اذان دیا کرتا تھا۔ مسجد کے قریب ایک سکھ رئیس کا مکان تھا۔ اس کی لڑکی پر اذان کی آواز کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے کہہ دیا میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ مسلمان ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ اذان کی آواز سن کر میرا دل بے اختیار اسلام کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اس پر اس سکھ رئیس نے اس مؤذن کو اس مسجد سے نکلوا دیا۔ اور پھر ایک ایسا شخص مقرر ہوا جس کی آواز ویسی عمدہ نہ تھی۔ اس کے بعد لڑکی سے پوچھا گیا تو کہنے لگی اب تو اسلام کوئی ایسا سچا نہیں معلوم ہوتا۔ تو آواز میں بھی اثر ہوتا ہے اور صحت کے لئے آواز کا بلند ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس وقت رونا اس کے لئے ڈاکٹر مفید بتاتے ہیں۔ پس ہر رنگ میں ورزش ہونی چاہئے ۔ صرف ہاکی یا فٹ بال کے ذریعہ جسمانی قوی کی ورزش کافی نہیں۔ اگر آواز کی ورزش کی جائے تو وہ بھی بہت مفید ہو سکتی ہے۔

ایک دفعہ میں ڈلہوزی گیا تو دیکھا دو پہاڑوں پر دو عورتیں کھڑی تھیں۔ ان میں سے ایک مرد کے جذبات کا اور دوسری عورت کے جذبات محبت کا باری باری اشعار میں اظہار کرتی ۔ اور ان دونوں کی آواز دور سے خوب سنائی دیتی تھی۔ پس گلے کی ورزش کی جائے تو آواز بلند اور عمدہ ہو سکتی ہے۔ اور نہ صرف گلے کی ورزش کرنی چاہئے بلکہ آنکھوں کی ورزش بھی ہوتی ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک ڈاکٹر سے ذکر کیا تو اس نے کہا میں نے کئی لوگوں کی آنکھوں کی ورزش کے ذریعہ نظر تیز کی ہے۔ اسی طرح کانوں کی ورزش بھی ہوتی ہے۔ ریڈ انڈین[red Indian] لوگوں میں کانوں کی مشق اتنی دیکھی گئی ہے کہ وہ زمین پر کان لگا کر پتہ لگا لیتے کہ دشمن اتنی دور آرہا ہے۔ انہیں مخالف لشکر کے چلنے کی گونج معلوم ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو کھوجی ہوتے ہیں ان کی آنکھوں کی مشق اتنی تیز ہوتی ہے کہ پاؤں

کانشان دیکھ کر سراغ لگالیتے ہیں۔ پس آنکھ، ناک، گلا وغیرہ سب کی ورزش سے ان میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح ورزش کرنے سے جسم طاقتور اور مضبوط ہو سکتا ہے، ہاتھ مضبوط ہو جاتے ہیں، سینہ چوڑا اور مضبوط ہو جاتا ہے، ٹانگوں میں طاقت آجاتی ہے اسی طرح آنکھ، ناک، کان اور گلے کی ورزش سے ان میں بھی زیادہ طاقت پیدا ہو سکتی ہے اور یہ اپنا کام زیادہ عمدگی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ پس اس قسم کی بھی ورزشیں ہونی چاہئیں اور ورزشی کھیلوں کو وسیع کرنا چاہئے۔ اور ایسے رنگ میں ڈھالنا چاہئے کہ نہ صرف جسم میں طاقت پیدا ہو بلکہ دوسرے قویٰ میں بھی طاقت پیدا ہو۔ اور ایسی کھیلیں ایجاد کی جا سکتی ہیں جن سے یہ بات حاصل ہو سکے اور اس قسم کی ورزشیں کی جا سکیں۔ میرے نزدیک جسمانی ورزش اچھی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ دوسرے پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے اور ورزش کو زیادہ وسیع کرنا چاہئے۔"

(زریں ہدایات (برائے طلباء) جلد چہارم، صفحہ 14 تا 18)

اس ماہ میں تقویٰ کے مراتب طے کرنے کا اور قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا پھر سحری کے وقت بذریعہ نوافل اور دعاؤں کے خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(خطبہ عید الفطر 16 فروری 1905)

دلچسپ کھیل

دیے گئے سوالات کے جوابات سے خانے پُر کریں۔
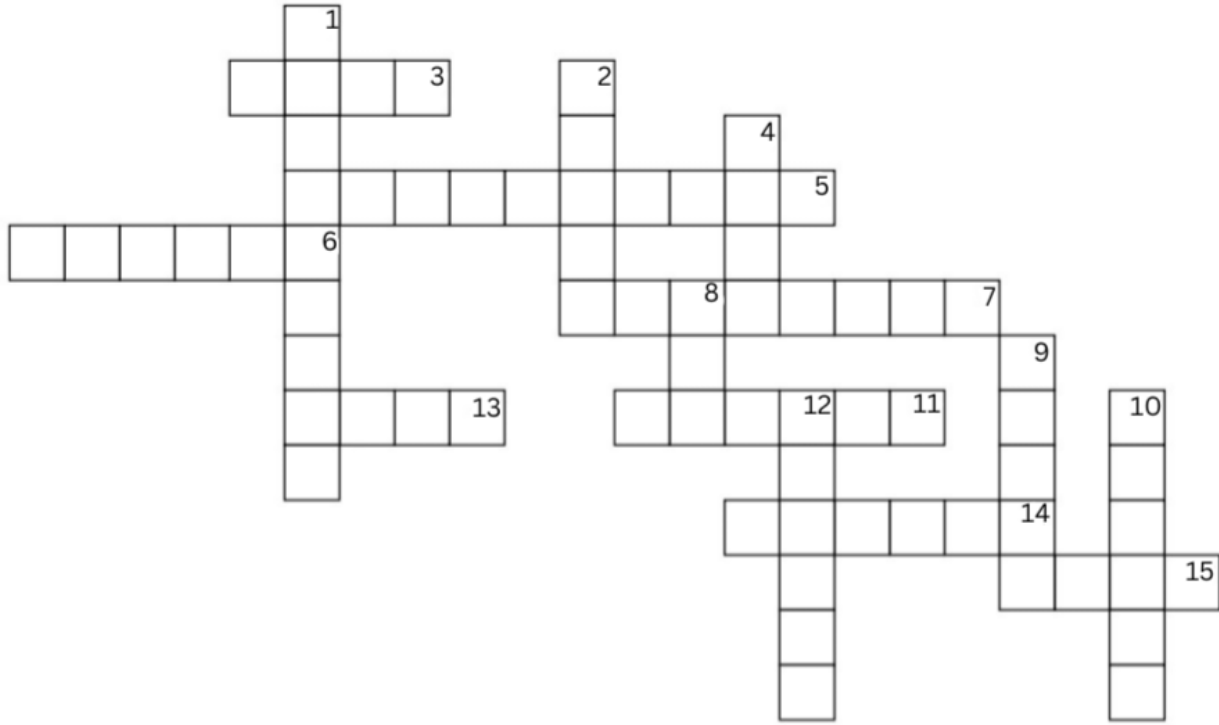
۱. رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہم کیا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

۲. آیت ۲:۱۷۵ کے مطابق دو قسم کے لوگ روزے سے مستثنیٰ ہیں، مریض اور ______۔

۳. اگر کوئی مسلمان رمضان کے روزے نہ رکھ سکے تو اسے بعد میں چھوڑے گئے ہر دن کی قضا کرنی ہوگی اور ہر چھوڑے گئے روزے کا ______ بھی ادا کرنا ہوگا۔

۴. جس نے رمضان کا روزہ رکھا، پھر اس کے بعد ______ کے چھ روزے رکھے، تو وہ پورے سال روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔

۵. قرآن مجید سب سے پہلے رمضان کے مہینے میں نازل ہوا۔ قرآن پاک کی کون سی سورت اس بات کی تصدیق کرتی ہے؟

٦. رمضان کے آخری عشرہ میں لوگوں کا مسجد میں بیٹھنا کیا کہلاتا ہے؟
٧. رمضان کے آخر میں بڑے تہوار کو کیا کہتے ہیں؟
٨. اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ قرآن پڑھنے کا بہترین وقت______ کے بعد کا وقت ہے۔
٩. ماہ رمضان سے پہلے کے مہینے کا کیا نام ہے؟
١٠. رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے مسلمانوں کو کس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا؟
١١. ایک حدیث میں ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کس چیز سے زیادہ خوشبودار ہے؟
١٢. ہم رمضان المبارک میں عشاء کے بعد کون سی نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے؟
١٣. رات کے آخری حصے میں سونے کے بعد کون سی نماز پڑھی جاتی ہے؟
١٤. روزے داروں کو قیامت کے دن جنت میں جانے کے لیے کس دروازے سے بلایا جائے گا؟
١٥. رمضان المبارک اسلامی قمری کیلنڈر کے کس مہینے میں شروع ہوتا ہے؟

جوابات اگلے صفحے پر موجود ہیں

الفاظ تلاش کریں

ج	ذ	ہ	ر	چ	ص	ر	و	ط	ف	ڑ	ج	ر
د	ی	ڈ	ج	غ	د	ب	م	ی	خ	ذ	م	ف
ص	ش	و	ہ	ح	ج	ی	ن	ض	ز	ن	ا	ذ
ت	ف	ع	ص	ر	ل	ع	ح	ض	ا	ڈ	د	ع
ص	ج	ر	ب	ی	ع	ا	ل	ث	ا	ن	ی	ا
د	م	س	ہ	ا	م	ل	و	ض	ع	ث	ا	ب
ل	ح	ع	پ	ل	ن	ا	ہ	ذ	ل	ش	ل	م
ظ	ر	ب	ق	س	ض	و	ش	ت	ٹ	ا	ا	ظ
ج	م	ا	د	ی	ا	ل	ث	ا	ن	ی	و	غ
ا	ڑ	ط	ہ	د	ع	ق	ل	ا	و	ذ	ل	ش

محرم صفر ربیع الاول ربیع الثانی جمادی الاول جمادی الثانی رجب شعبان رمضان
شوال ذوالقعدہ ذوالحجہ

اردو ادب

انگریزی	اردو ترجمہ
Rose	گلاب
Sunflower	سورج مکھی
Tulip	لالہ
Daffodil	نرگس
Marigold	گیندا
Daisy	داؤدی
Water Lily	نیلوفر
Jasmine	چنبیلی
Petunia	گُل اطلس
Primrose	جنگلی گلاب
Snapdragon	گل میمون
Blazing Star	گچھے دار پھول
Salvia	ایک پیوستہ چہر پودا
Astrantia	آسٹرینٹیا کا پھول
Daylily	سوسن یک روزہ
Canterburry Bells	گھنٹی جیسا پھول
Hollyhock	چھوٹے پھولوں والا پودا
Sweet William	ایک قسم کا ولائتی پھول
Black Eyed Susan	سیاہ چشم سوزن

جوابات دلچسپ کھیل: ۱.لیلتہ القدر ۲.مسافر ۳.فدیہ ۴.شوال ۵.سورہ البقرہ ۶.اعتکاف ۷.عیدالفطر

۸.فجر ۹.شعبان ۱۰.عاشورہ ۱۱.کستوری ۱۲.تراویح ۱۳.تہجد ۱۴.الریان ۱۵.نواں

روزے کا صحت پر اثر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں آج کل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپہ یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔... میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے۔ مگر رمضان کے بعد جس میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس ہونے لگتا ہے یہ فائدہ تو صحتِ جسمانی کے لحاظ سے ہیں مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے اس لیے روزوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالی نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں پس روزے خدا تعالی کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالیتا ہے جو اُسے ہر قسم کے دُکھوں اور شروں سے محفوظ رکھتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 375، پرانا ایڈیشن)

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "صُومُوا تَصِحُّوْا" روزے رکھو تاکہ تمہاری صحت اچھی ہو۔ اور صحت تبھی اچھی ہو سکتی ہے کہ اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ ہم جو بہت زیادہ کھایا کرتے ہیں بڑی سخت بے وقوفی تھی۔ رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سمجھا دیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارہ ہو سکتا ہے جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے۔ تو اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کرو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ جنوری 1997ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 7/ مارچ 1997ء صفحہ 8)

حدیث نبوی ﷺ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جنت میں بھی ایک دروازہ ہے۔ جس کو ریان کہتے ہیں۔ قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے۔ اُن کے سوا کوئی اُس سے داخل نہیں ہوگا۔ پوچھا جائے گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ اُن کے سوا کوئی اُس سے داخل نہیں ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ بند کر دیا جائے گا تو پھر کوئی بھی اُس سے داخل نہ ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

تو بنیادی چیز جس کا اقرار اللہ تعالیٰ نے روزہ کے ذریعہ ہم سے لیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی اور اپنی نسل کی زندگی۔ اے خدا! تیرے حوالے کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں ان چیزوں سے بھی روکا گیا ہے جن پر ہماری زندگی کی بقاء کا انحصار ہے اور اس چیز سے بھی روکا گیا ہے جس پر ہماری نسل کی بقاء کا انحصار ہے گویا ہم سے خدا تعالیٰ یہ اقرار کرواتا ہے کہ ہمارا سب کچھ تیرا ہو گیا۔ تُو اگر کہے تو ہم بھوکے پیاسے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور تُو اگر چاہے اور تیری رضا اسی میں ہو تو ہماری نسلیں بھی تجھ پر قربان۔

(خطبات ناصر جلد 1، خطبہ جمعہ 31 دسمبر 1965ء)